شب جائے کہ من بودم

فاروق خان مہائمی مصباحی

مولی علی ریسرچ سینٹر
MAULA ALI RESEARCH CENTRE

سن ۲۰۰۰ء سے قبل کی دنیا الگ تھی،

اور سن ۲۰۰۰ء کے بعد، ایک الگ دنیا ہے،

یہ دنیا، اُس دنیا سے اچھی بھی ہے اور بری بھی،

اِس دنیا نے،

ترقیاں بہت کیں ہے،

آسانیاں اور سہولتیں، بہت دی ہیں۔

لیکن!!!

اس دنیا نے ہمیں کچھ ایسی چیزیں بھی دی ہیں،

جن کے برے اثرات،

خطرناک حد تک ہو رہے ہیں،

اس کا اندازہ ہر ذی شعور کو ہوگا،

اِن برے اثرات میں سے ایک:

'راتوں کو دیر تک جگنا اور صبح دیر سے اٹھنا ہے۔'

انسٹاگرام ہو یا فیس بک،

ٹوئٹر ہو یا یوٹیوب،

موبائل چلاتے چلاتے،

کب پانچ منٹ کا آدھا گھنٹہ،

اور آدھے گھنٹے کا دو چار گھنٹہ ہو جاتا ہے،

پتہ ہی نہیں چلتا،

اور چھٹی والے دن تو فجر کی اذان ہی ہمیں سلاتی ہے۔

یہ خیالات،

ان لوگوں کی وجہ سے میرے ذہن میں آنے لگے،

کل شب جن کے پاس میں موجود تھا،

ایک اُن کی راتیں تھیں،

ایک ہماری راتیں ہیں،

اُن راتوں پر فخر ہی فخر،

اِن راتوں پر افسوس ہی افسوس۔

ہم نے بارہا،

عابدوں کی راتوں کے بارے میں پڑھا سنا ہے،

کہ وہ کس طرح پوری پوری رات،

عبادت میں گزار دیا کرتے تھے۔

چلیے!!!

آج اہل علم کی،

یعنی طالبانِ علوم نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی،

راتوں کا مشاہدہ کریں۔

۱

یہ حضرت ابن شہاب زہری ہیں۔ (۵۸ھ-۱۲۴ھ)

جلیل القدر تابعی ہیں،

فقیہ، محدث اور عالمِ حجاز ہیں۔

حضرتِ لیث بن سعد فرماتے ہیں:

''ایک رات، ہم طلبہ،

حضرتِ ابن شہاب زہری کی خدمت میں بیٹھے تھے،

آپ وضو بنا کر تشریف لائے تھے،

پھر ہمیں حدیث پڑھانا شروع کیا،

وہ پڑھاتے رہے،

ہم سنتے رہے،

حتی کہ رات ختم،

اور صبح نمودار ہوگئی۔''

۲

یہ حضرتِ ابو ہشام مغیرہ بن مقسم کوفی ہیں۔ (متوفی: ۱۳۳ھ)

حضرتِ ابراہیم نخعی اور امام شعبی کے شاگرد ہیں۔

حضرت فضیل بن غزاوہ کہتے ہیں:

''رات کو ہماری علمی محفل سجتی،

میرے ساتھ مغیرہ ہوتے،

اُن کے علاوہ،

اور بھی کئی لوگ ہوتے،

ہم فقہی مسائل پر گفتگو کرتے رہتے،

محفل دیر رات تک چلتی،
کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا،
کہ فجر کی اذان سن کر ہماری محفل برخاست ہوتی۔ ''

۳

یہ حضرتِ اسماعیل بن عیاش حمصی ہیں۔ (۱۰۶ھ-۱۸۱ھ)

حضرت عامر بن عبداللہ حمصی کا بیان ہے:

''اسماعیل بن عیاش ہمارے پڑوسی تھے،
یہ پوری رات جاگا کرتے تھے،
میں اکثر سنتا کہ وہ قرآن پڑھتے پڑھتے رک جاتے ہیں،
اور تھوڑی دیر کے بعد پھر قرآن پڑھنے لگتے ہیں،
ایک دن میں نے اِس کا سبب پوچھ ہی لیا؟
تو فرمایا:
تم جو قرآن پڑھنے کی آواز سنتے ہو،
اُس وقت، میں نماز میں قراءت کررہا ہوتا ہوں،
پھر مجھے کوئی حدیث یاد آجاتی ہے،
تو میں نماز مکمل کرکے،
اسے لکھ لیتا ہوں،
اور پھر نماز پڑھنے لگتا ہوں،
صبح تک یہی سلسلہ چلتا ہے۔''

۴

حضرتِ عبداللہ بن مبارک کو کون نہیں جانتا؟ (۱۱۸ھ-۱۸۱ھ)

حضرتِ علی بن حسن بن شقیق فرماتے ہیں:

”ابھی رات تھی،

کڑاکے کی ٹھنڈک پڑ رہی تھی،

میں، عبداللہ بن مبارک کے ساتھ مسجد سے نکل رہا تھا،

دروازے پر انھوں نے ایک حدیث سنا دی،

میں نے بھی انھیں ایک حدیث سنائی،

پھر احادیث کے سلسلے میں ہماری گفتگو نے طول پکڑا،

اور کب فجر کی اذان ہو گئی،

پتہ ہی نہ چلا۔“

۵

یہ حضرتِ عبدالرحمٰن بن قاسم عتقی مصری ہیں۔ (۱۳۲ھ-۱۹۱ھ)

امامِ مالک کے شاگرد ہیں۔

امامِ مالک کی خدمت میں اُن کا آنا جانا لگا رہتا تھا،

اور اس نیازمندی کے ساتھ،

کہ دیکھنے والے اُنھیں امام مالک کا غلام سمجھتے تھے،

خود ابن قاسم کا بیان ہے:

”میں روزانہ فجر سے پہلے پہلے،

امامِ مالک کی خدمت میں حاضر ہو جاتا،

اور دو چار مسئلے،

اُن سے پوچھ لیتا،

چوں کہ اس وقت کوئی اور نہیں ہوتا،

اس لیے وہ بڑے اطمینان سے سمجھا دیتے،

اِدھر شرحِ صدر ہو جاتا۔

ایک مرتبہ،

میں کچھ زیادہ ہی جلدی پہنچ گیا،

اس لیے،

چوکھٹ سے ٹیک لگائے امام مالک کا انتظار کرنے لگا،

کہ کب آپ نکلیں،

اور میں اُن سے مسائل دریافت کروں،

تبھی نیند کا غلبہ ہوا،

اور میں بیٹھے بیٹھے ہی سو گیا۔

امامِ مالک کب آئے اور کب چلے گئے،

مجھے کچھ پتہ ہی نہ چلا،

کچھ دیر بعد،

ان کی باندی نے مجھے پیروں سے ٹھوکر مار کر جگایا،

اور کہنے لگی:

تمھارا آقا تمھاری طرح غافل نہیں رہتا،

ان کی عمر ۴۹ رسال ہوگئی ہے،

مگر شاید ہی کبھی ایسا ہوا ہو،

کہ انھوں نے عشا کے وضو سے فجر کی نماز نہ پڑھی ہو۔''

یہی ابن قاسم ہیں،

فرماتے ہیں:

''میں امام مالک کی خدمت میں ۱۷ رسال تک رہا،

اِس مدت میں کبھی کچھ خریدا یا بیچا نہیں،

کبھی کوئی تجارت نہیں کی،

بلکہ صرف علمِ دین حاصل کیا۔

ایک دن،

میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا تھا،

تبھی ایک خوبصورت نوجوان آیا،

امامِ مالک کو سلام کرنے کے بعد پوچھنے لگا:

آپ میں سے ابن قاسم کون ہیں؟

لوگوں کے بتانے پر،

وہ میرے پاس آیا،

اور میری دست بوسی کی،

مجھے، اُس سے کچھ جانی پہچانی سی خوشبو آئی،

پھر پتہ چلا کہ وہ میرا بیٹا ہے۔"

اللہ !!! اللہ !!!

کہاں گئے وہ لوگ؟؟؟

جو علمِ دین کے لیے سب کچھ قربان کر دیتے تھے۔

یہ ابن قاسم عتقی اپنی حاملہ بیوی کو چھوڑ کر،

علمِ دین حاصل کرنے کے لیے، نکل پڑے تھے،

اور جاتے جاتے اپنی بیوی کو اختیار بھی دے دیا تھا،

کہ اگر چاہو تو دوسرا نکاح کر لینا،

کیوں کہ اس سفر سے واپسی کب ہو گی؟

یہ خود اُنھیں بھی معلوم نہیں تھا،

لیکن اُس نیک بی بی نے،

اُنھی کی بیوی بنی رہنا پسند کیا۔

۶

یہ امام احمد بن حنبل ہیں۔ (۱۶۴ھ-۲۴۱ھ)

امام وکیع بن جراح آپ کے استاد ہیں۔

جب امام وکیع عشا کی نماز پڑھ کر، گھر لوٹتے،

تو امام احمد بن حنبل آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیتے،

راستے میں احادیث پر گفتگو ہوا کرتی،

ایک رات،

گفتگو چلتے چلتے ان کے گھر کے دروازے تک پہنچ گئی،

دونوں کھڑے ہیں،

احادیث کی باریکیوں پر گفتگو ہو رہی ہے،

پھر ان کی خادمہ نے آ کر بتایا،

کہ فجر کا وقت ہو چکا ہے،

تب جا کر گفتگو تھمی۔

یہ حضرتِ اسد بن فرات ہیں۔ (۱۴۲ھ-۲۱۳)

اِنھوں نے،

مدینہ جا کر، امام مالک سے، مؤطا کا درس لیا۔

اور عراق آ کر، امام ابو یوسف اور امام محمد کی شاگردی اختیار کی۔

ایک مرتبہ امام محمد سے عرض کرنے لگے:

”استاد صاحب!

میں مسافر ہوں،

میرے پاس نفقہ بہت کم بچا ہے،

میں زیادہ دنوں تک یہاں رک نہیں سکتا،

اور آپ سے اکتسابِ فیض کرنا بھی ناگزیر ہے،

آپ کے یہاں طلبہ کی کثرت ہے،

مجھے سوال پوچھنے کا وقت نہیں مل پاتا،

اس لیے آپ سے گزارش ہے،

کہ اپنا کچھ قیمتی وقت مجھے بھی عطا فرمائیں،

تا کہ کم دنوں میں زیادہ پڑھ سکوں۔"

امام محمد کو شاگرد کی یہ تڑپ پسند آئی،

فرمایا:

"ٹھیک ہیں!!!

دن میں عراقی طلبہ کے ساتھ پڑھ لیا کرو،

اور رات تمھارے نام۔"

حضرتِ اسد بن فرات فرماتے ہیں:

"میں روزانہ رات کو حضرت کے گھر پہنچ جاتا،

حضرت ایک پیالے میں پانی لے کر بیٹھتے،

اور درس کا آغاز فرماتے،

جب کافی رات ہو جاتی،

حضرت کو لگتا کہ مجھ پر غنودگی طاری ہو رہی ہے،

تو پیالے سے پانی لے کر مجھ پر چھڑک دیا کرتے،

میری نیند غائب ہو جاتی،

اور میں پھر توجّہ سے سننے لگتا۔"

اُن کے فارغ ہونے تک یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا۔

ویسے موضوع سے ہٹ کر یہ بھی بتاتا چلوں،

کہ امام محمد کو جب پتہ چلا کہ اسد بن فرات کا نفقہ ختم ہو گیا ہے،
تو آپ نے اُن کی کفالت کی ذمہ داری اپنے سر لے لی،
اور ایک مرتبہ جب دیکھا کہ اسد بن فرات راستے کا پانی پی رہے ہیں،
تو آپ نے یک مشت ۸۰/ دینار آپ کو دے دیا،
اور جب وہ تعلیم مکمل کر کے عراق جانے لگے،
تو اُس وقت بھی آپ نے بند مٹھی ان کی مدد فرمائی۔

۸

یہ حضرتِ عبدالملک بن حبیب اندلسی ہیں۔ (۱۷۴ھ-۲۳۸ھ)
اِن کے شاگرد یوسف بن یحیی مغامی ہیں۔
وہ فرماتے ہیں:
" ایک مرتبہ،
میں فجر کی نماز اولِ وقت میں پڑھ کر،
استاد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔
گھر میں داخل ہونے کی اجازت لی،
اجازت ملنے پر، جب میں گھر میں داخل ہوا،
تو کیا دیکھتا ہوں:
ایک بوڑھا آدمی،
سر پر ٹوپی لگائے،
کتاب پر نظر گڑائے،

بیٹھا ہے،
چاروں طرف کتابیں بکھری پڑی ہیں،
سامنے چراغ روشن ہے،
میں نے سلام کیا۔
حضرت نے سلام کا جواب دینے کے بعد،
جو پہلا سوال کیا، وہ یہ تھا:
کیا فجر کا وقت ہو گیا ہے؟
میں نے عرض کی:
جی حضرت ہو گیا ہے۔
وہ اٹھے،
نماز ادا کی،
اور آ کر پھر اُسی جگہ پر بیٹھ گئے،
پھر سے مطالعہ کرنے لگے،
تھوڑی دیر بعد،
میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:
یہ نماز، میں نے عشا کے وضو سے پڑھی ہے۔
شاید وہ میرا گمان غلط کر رہے تھے،
کیوں کہ میں یہ گمان کر کے صبح جلدی پہنچا تھا،
کہ حضرت بیدار ہو گئے ہوں گے،

مگر وہاں پہنچ کر مجھے پتہ چلا،

کہ حضرت تو رات بھر سوئے ہی نہیں ہے،

صرف مطالعہ کرتے رہے ہیں اور بس۔''

۹

یہ امام قتیبہ بن سعید ثقفی ہیں۔ (۱۴۸ھ-۲۴۰)

امام بخاری اور امام مسلم کے استاد،

بلکہ اِن دونوں کے اساتذہ کے بھی استاد ہیں،

امام ابو حاتم کا بیان ہے:

''میں بغداد میں امام قتیبہ کی خدمت میں حاضر تھا،

میں نے دیکھا کہ امام احمد بن حنبل وہاں تشریف لائے،

امام قتیبہ سے کچھ احادیث دریافت کیں،

امام قتیبہ نے وہ احادیث پڑھ کر سنائیں۔

پھر رات میں،

ابو بکر بن ابو شیبہ،

اور ابن نمیر تشریف لائے۔

ان کے پاس کچھ خاص احادیث کی فہرست تھی،

وہ اُنھی احادیث کے بارے میں پوچھتے رہے،

اور امام قتیبہ اُنھیں بتاتے رہے۔

حتی کہ صبح روشن ہوگئی۔''

۱۰

امام بخاری کو تو ہم سبھی جانتے ہیں۔ (۱۹۴ھ-۲۵۶ھ)

جن کی کتاب کو،

قرآنِ کریم کے بعد،

سب سے اونچا درجہ حاصل ہے۔

اُن کے سفر و حضر کی داستان بھی سنتے چلو!!!

اور حیرت کی دنیا میں گم ہو جاؤ!!!

امام محمد بن یوسف کا بیان ہے:

"ایک رات مجھے امامِ بخاری کے گھر ٹھہرنے کا اتفاق ہوا،

رات میں میری آنکھ کھلی،

میں نے دیکھا کہ امام بخاری چراغ جلا رہے ہیں،

چراغ جلانے کے بعد،

وہ کچھ لکھنے لگے،

لکھنے کے بعد سو گئے،

تھوڑی دیر بعد،

پھر اٹھے،

پھر چراغ جلایا،

پھر کچھ لکھا،

پھر سو گئے۔

اب میں نے گننا شروع کیا،

ایسا انھوں نے کل ۱۸؍ مرتبہ کیا۔ ‘‘

امام محمد بن ابو حاتم، امام بخاری کے کاتب ہیں۔

اُن کا بیان ہے:

’’ جب، ہم سفر میں ہوتے،

تو مجھے امام بخاری کے ساتھ،

ایک ہی کمرے میں ٹھہرنے کا موقع ملتا،

وہ، رات میں ۱۵؍ سے ۲۰؍ مرتبہ اٹھتے،

اور ہر مرتبہ چقماق لیتے،

آگ جلاتے،

چراغ روشن کرتے،

پھر کچھ احادیث لکھتے اور سو جاتے۔

چوں کہ میں اُن کا کاتب تھا،

اِس لیے میں اُن سے عرض کرتا:

’’حضور!

اِن کاموں کے لیے،

آپ مجھے بیدار بھی تو کر سکتے ہیں؟ ‘‘

اس پر وہ تربیتاً فرماتے:

’’ ارے بھئی! تم تو جوان آدمی ہو،

میں تمھاری نیند خراب نہیں چاہتا۔‘‘

اللہ !!! اللہ !!!

کہاں چلے گئے یہ لوگ؟

ایک وہ زمانہ تھا،

صرف روشنی کے لیے کتنی مشقت برداشت کرنی پڑتی تھی،

ایک یہ زمانہ ہے،

بٹن دباتے ہی پورا گھر روشن،

نہ دھواں،

نہ تیل کی بدبو،

روشنی بھی بھرپور،

مگر کچھ پڑھ لکھ لینے کی توفیق نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیقِ خیر سے نوازے۔

میرے بھائیو!!!

’’ ریاضت کے یہی دن ہیں، بڑھاپے میں کہاں ہمت
جو کچھ کرنا ہے، اب کرلو، ابھی نوری جواں تم ہو ‘‘

❁❁❁

مولا علی ریسرچ سینٹر کی دیگر کتابیں

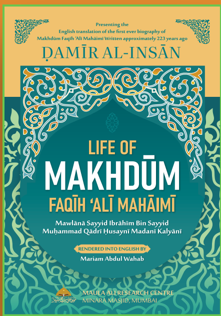

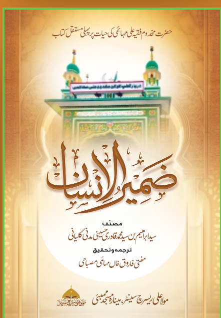

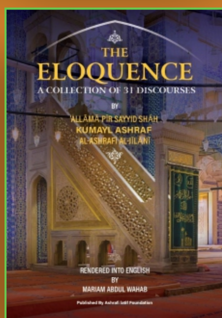

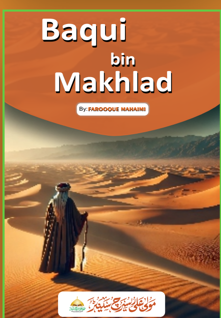

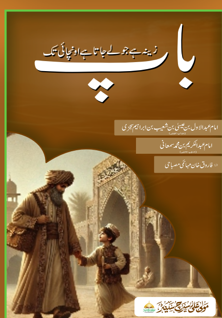

مولی علی ریسرچ سینٹر

MAULA ALI RESEARCH CENTRE
MINARA MASJID, MUMBAI